مسجدیں

قرآن

کی نظر میں

از قلم

عزیز اللہ بوھیو

سندھ ساگر اکیڈمی

شعبہ نشر و اشاعت

مرکز دعوۃ القرآن

اشاعت نند -/5 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسجدیں، قرآن کی نظر میں

اسلام کے نظریاتی کورس، نصاب اور سلیبس کا اصل ماخذ بلا شرکت غیرے قرآن ہے، جس سے امت مسلمہ مکمل طور پر بائیکاٹ کئے ہوئے ہے۔ دور رسالت کے بعد مسلمانوں کی ابتدائی پانچ چھ صدیوں کی تاریخ، قرآنی احکامات اور ہدایات کے مخالف اصولوں پر گھڑی گئی ہے یہاں تک کہ خود رسول اللہ کو بھی قرآن کے خلاف عمل کرنے والا اور اپنے قول و عمل سے قرآن کو منسوخ کرنے والا دکھایا گیا ہے۔ نعوذ باللہ ﴿ اس ماجرا کی کچھ تفصیل میری کتابوں، قرآن مجبور، علم میں خیانتیں اور صلوٰۃ کے وہ معنی جو قرآن نے بتائے میں ملے گی ﴾

تاریخ میں یہ گڑبڑ یا دیگر علوم میں جو خیانت کی گئی ہے اس کی وجہ قرآن حکیم سے دشمنی ہے۔ اصل میں دشمنان اسلام و مسلمین نے جب یہ دیکھا کہ عرب کے بدو جو کل تک صرف اونٹوں کے چرواہے تھے آج وہ انسانوں کے رہبر و استاد بن گئے ہیں۔ اس میں راز کیا ہے؟ تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ سب کچھ ان کو ملی ہوئی کتاب، قرآن حکیم کا کمال ہے، جس نے انہیں اس مقام پر پہنچایا ہے تو وہ حسد میں آکر قرآن حکیم کے آفاقی اصولوں اور عبقری اصطلاحات کی معنوی تحریف میں لگ گئے۔ وہ قرآن کا ٹیکسٹ اور متن تو نہ بدل سکے، اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں تھا اور قرآن فہمی کا اصول بھی تصریف آیات میں مضمر تھا۔ لیکن ان قرآن دشمنوں نے اپنے حیلوں سے تفسیر القرآن بالقرآن کی جگہ تفسیر القرآن بالاحادیث والروایات کا چکمہ دے کر اپنی من مانی تفاسیر کو اتنے زور و شور سے پھیلایا کہ قرآن کا حشر بھی سابقہ انبیاء علیہم السلام کی کتب آسمانی کی طرح کر دیا ہے۔

اہل فارس کے شکست خوردہ آتش پرستوں نے مسلمانوں کو اتنا تو شیشہ میں اُتار کر باور کرایا ہوا ہے کہ وہ اب قرآن کو سمجھنے کی بجائے طوطوں کی طرح رٹنے اور بے سمجھے پڑھنے کو ثواب سمجھ رہے ہیں اور قبروں کی طرح قرآن پر بھی غلاف چڑھانے میں اپنی فلاح سمجھے بیٹھے ہیں۔

قرآن حکیم کی کئی اصطلاحات اور انقلابی و اصلاحی احکامات جن سے جاگیرداریت، سرمایہ داریت،

استحصال، فحاشی اور مفت خوری کی جڑیں کاٹی گئیں تھیں، تو انہی مافیاؤں کی باقیات نے اپنا نیا جنم اس میں سمجھا کہ اگر وہ قرآن کو نہیں مٹا سکتے تو کم از کم ایسا کریں کہ لوگ اس کے معنی انکی گھڑی ہوئی تاویلات کی روشنی میں سمجھیں جو انہوں نے بڑے ہنر سے بزبان رسول و اصحاب رسول بنام احادیث مشہور کر رکھی تھیں ان لوگوں نے خود ساختہ واقعات کو شان نزول بنا کر ان سے قرآن کی من پسند تفسیریں بنائیں اور قرآن حکیم کی بہت سی اہم اصطلاحات مثلاً **مسجد، سجدہ، رکوع، قیام، صلوٰۃ، زکوٰۃ صبر، شکر، دعا، شرک، کفر، توحید، رسالت، نبوت، قیامت، ابلاغ، نور** وغیرہ کئی اصطلاحی الفاظ کے معانی بدل دیئے، الٹ دیئے، اسطرح لوگ صدیوں سے ان کی غلط تعبیرات کی وجہ سے صراط مستقیم پر نہ آسکے۔

اس مضمون میں مختصراً صرف مسجد کے مقصد اور مصرف کے تعارف کیلئے قارئین کی خدمت میں چند سطریں لکھ رہا ہوں جنہیں سمجھنے کے بعد غور فرمائیں اور فیصلہ کریں کہ مسلم معاشروں میں صدیوں سے جو مسجدوں کا غلط مصرف عمل میں لایا جا رہا ہے، یہ اپنے پس منظر کے لحاظ سے بہت بڑی سازش ہے، جو کامیابی کے ساتھ رائج الوقت ہے وہ یہ کہ

مسجد کا مصرف قرآن حکیم کچھ بتائے اور مسلمان اسے کام میں لائیں کسی اور مقصد کیلئے

مسجد کا مفہوم اور مصرف، قرآن کی نظر میں

پورے قرآن حکیم میں مسجد کا لفظ کل 28 بار لایا گیا ہے اور کسی ایک جگہ بھی یہ نہیں فرمایا گیا کہ اس میں یہ والی موجودہ مروجہ نماز پڑھی جائے۔ قرآن حکیم کی انقلابی اصطلاحات جنہیں اہل فارس کے شکست خوردہ دانشوروں نے شکست کا بدلہ چکانے کے لئے "گھس جاؤ کامریڈو" کی پالیسی اپناتے ہوئے خود کو مسلمان کہلوا کر قرآن کی ایسی جملہ تعبیریں بدل ڈالیں جن کی فہرست بڑی طویل ہے مختصراً مشتے نمونہ از خروارے یہاں دو مثالیں عرض کرتا ہوں کہ

قرآن حکیم نے حکم دیا ہے کہ غلامی کے مروجہ کلچر کو آئندہ کیلئے جڑ اور بنیاد سے اکھیڑ کر ختم کیا جا رہا ہے یعنی لڑائیوں اور جنگوں میں مخالفوں کو قیدی بنانا بند کیا جاتا ہے (8/67) اور جنگی ضرورت کے تحت کسی کو قیدی بنانا ہی پڑے تو جنگ ختم ہوتے ہی اسے ہر حال میں لازمی طور پر آزاد کر دیا جائے۔ (47/4)

لیکن اب تک اہل فارس کے امپورٹڈ جملہ فقہی دانشوروں کے فتوے غلامی کو جائز بنانے والے جاری اور باقی ہیں جو آج بھی درس نظامی کی کتابوں میں مذہبی درسگاہوں میں پڑھائے جا رہے ہیں۔

قرآن حکیم نے نکاح اور شادی کیلئے بلوغت کو شرط قرار دیا ہوا ہے (4/6) جبکہ اس کے مقابلہ میں انہی مہربانوں نے مجوسی، زرتشتی، عجمی، جاگیردارانہ اور قرآن دشمن کلچر کی جھوٹی روایات کے زور پر معصوم اور نابالغ بچوں کی شادی کو جائز بنا کر قرآن حکیم کو منسوخ اور متروک العمل بنایا ہوا ہے اور آج قرآن کے مقابلہ میں ان کی خود ساختہ روایات کے فیصلے اسلام کے نام پر مشہور ہیں جبکہ قرآن مخالف یہ افکار و نظریات کفر کے باب سے ہیں، غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جن کفریات کے خاتمہ کیلئے بھیجا تھا انقلاب دشمنوں نے ایسی باتیں خود رسولؐ کے کھاتے میں داخل کر دیں کہ خود رسولؐ نے عائشہؓ سے منگنی چھ سال اور شادی نوسال کی عمر میں کی اور اپنی بیٹی فاطمہؓ کی شادی بھی علیؓ سے نوسال کی عمر میں کرائی (بخاری اور اصول کافی) جیسا کہ قرآن حکیم نے غلامی بند کرنے اور نابالغ بچوں کے نکاح اور شادی کو بلوغت کے ساتھ پابند کیا ہوا ہے تو قرآن دشمنوں نے ان پابندیوں کو کھول رکھا ہے۔ اسی طرح انہوں نے قرآن حکیم کی انقلابی اصطلاحات **اقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ** کے حقیقی اور خود قرآن کے متعین کردہ معنی یعنی نظام قرآن کو بہتر طریقہ سے تابعداری کر کے اسے ایسے معیار پر قائم کرو کہ رعایا کے جملہ افراد کی بہتر پرورش ہو گویا **صلوٰۃ کے معنی اتباع اور زکوٰۃ کے معنی پرورش**

لیکن اہل فارس کے شکست خوردہ اساورہ کے دانشوروں نے صلوٰۃ کے معنی اتباع کے بدلہ میں موجودہ مروجہ نماز کر دی، جو ان کے زرتشتی مجوسی حکیم مانی صاحب نے قبل از اسلام 250ء میں ایجاد کر کے نافذ کی تھی (بحوالہ فجر الاسلام از پروفیسر احمد امین مصری) اسی طرح زکوٰۃ کے معنی کو بدل کر سال میں بچت رقم کا چالیسواں حصہ کر دیا، یوں قرآن حکیم کی انقلابی اصطلاحات کی معنوی تحریف کی مہم میں باوجود لفظ صلوٰۃ کے معنی **اتباع** کی بجائے موجودہ **نماز** مشہور کی ہوئی ہے، لیکن قرآن نے پورے 28 بار مختلف مقامات پر مسجد کا لفظ استعمال کرتے ہوئے مسجد کے کئی مصرف بتائے ہیں، مختلف مقاصد بیان فرمائے ہیں اور مسجد کے آداب بھی سمجھائے ہیں لیکن **کسی ایک جگہ بھی مسجد میں موجودہ نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا** تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسجدیں کس مقصد اور مصرف کیلئے

ہیں اور فقہی وروایت ساز اماموں نے اس نماز کو مسجد کے ساتھ کیسے جوڑا ہوا ہے؟

مسجد کا قرآنی مفہوم کیا ہے؟

وہ میں قرآن سے پوچھ کر قارئین کی خدمت میں عرض کیے دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

☆ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (7/31)

یعنی اے اولاد آدم! ہمیشہ بن سنور کر، زیب و زینت کے ساتھ مسجدوں میں آؤ۔

محترم قارئین کرام! قرآن کریم نے تو مساجد کو مسلموں اور غیر مسلموں کا مشترکہ مرکز قرار دے دیا ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جملہ اولاد آدم کو مسجد میں بلایا ہے اور وہ بھی بڑی زیب و زینت سے بن سنور کر آنے کا حکم دیا ہے۔ اس بلاوے میں خطاب خاص مسلموں کو نہیں ہے بلکہ یہ بلاوہ جملہ بنی آدم کو ہے تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ مسجدیں رفاہ عامہ کے مراکز ہیں، مسجدیں عدالتیں اور کورٹس ہیں، مسجدیں پبلک افیئرز کے آفس ہیں۔ ان میں مسلم اور غیر مسلم سب کے کام اور حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ جب ان مراکز میں آؤ یعنی مسجدوں میں آؤ تو زیب و زینت کے ساتھ آؤ گویا ان مراکز یعنی مساجد میں آنے کے آداب سکھائے جا رہے ہیں، جبکہ مسلمان مسجدوں میں جاتے وقت اللہ کی دی ہوئی اچھی خاصی شکل و صورت بگاڑ کر بعد میں مسجدوں میں جاتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ داخل ہوتے وقت شلوار کے پائنچے کھینچ کر پنڈلیوں پر کستے ہیں جس سے زیب و زینت کا منہ نہایت ہی بگڑ جاتا ہے۔ پھر سر پر کھجور کے پتوں کی ایسی ٹوپی پہنتے ہیں جو دوستوں یا کسی معزز محفل میں پہن کر جانے میں ہر کوئی شرمائے۔ یا آج کل اس طرح کی پلاسٹک کی ٹوپیاں بھی بنا رکھی ہیں۔

بہر حال اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جملہ مسجدیں انقلابی ریاستی مراکز ہیں جن کے اندر رعیت کے ہر مسلم اور غیر مسلم شہری کو آنے جانے کے برابر حقوق حاصل ہیں۔ سوائے لڑنے والے، انقلاب دشمن اور آئین الٰہی کے باغیوں کے، مسجدیں جملہ انسانوں کے مشترکہ مراکز ہیں، قرآن حکیم کی طرف سے مساجد کی ان تشریحات اور تعریفوں کی روشنی میں غور کیا جائے تو ہمارے ہاں کی جملہ مساجد قرآنی تعارف کے موافق مساجد کہلانے کی مستحق نہیں ہیں۔ قرآنی مساجد کے عوض آج کل جن عمارات کو مسجدوں کا نام دیا جا رہا ہے یہ تو پوجا گھر ہیں ان میں اللہ کی عبادت کی بجائے پوجا کی جاتی ہے۔ جس کا حکم

نہیں بھی سارے قرآن میں نہیں دیا گیا، ان میں جو نماز پڑھی جاتی ہے اس کی شکل و صورت مکمل طور پر ایسی ہے جیسے کسی بت کے سامنے ہندو اور آگ یا کسی محسوس چیز کی پوجا کے طور پر مجوسی لوگ کرتے ہیں۔

اس نماز کو عبادت بھی نہیں قرار دیا جا سکتا کیونکہ قرآن حکیم میں عبادت کے معنی حکم ماننا، اطاعت اور فرمانبرداری کے آئے ہیں۔ ملاحظہ ہو سورت یٰسین آیت نمبر 61-60

☆ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِىٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝

اے اولادِ آدم! کیا میں نے تم سے یہ وعدہ نہیں لیا کہ تم شیطان کا کہنا نہ ماننا کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور تم میرا ہی کہنا مانو کیونکہ یہی صراط مستقیم ہے سیدھا راستہ ہے۔

محترم قارئین غور فرمایا جائے کہ اس آیت میں جو **لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ** فرمایا گیا ہے تو یہ ثابت ہے کہ شیطان کی عبادت مروجہ رکوع و سجود کے معنی میں کوئی نہیں کرتا، ہاں البتہ اس کا کہنا لوگوں کی اکثریت مانتی ہے، گویا قرآن نے شیطان کا کہنا نہ ماننے کیلئے **لا تعبدوا** یعنی شیطان کی عبادت نہ کرو کا حکم دے کر ثابت کر دیا کہ عبادت لفظ کے معنی حکم ماننا اور اطاعت کرنا ہے عبادت کے معنی یہ والی مروجہ نماز جو **حکیم مانی صاحب** نے آگ اور سورج کی پوجا کیلئے قبل از اسلام ایجاد کی تھی اور اس کے جانشینوں نے ساتویں آٹھویں صدی ہجری کے بعد ظاہر اور نافذ کر دیا۔ یہ عبادت کے معنی میں قرآن کے حوالے سے شمار نہ ہو گی لہذا قرآن حکیم میں استعمال کردہ لفظ **مسجد** کے معنی و مفہوم اور مصرف کی نہایت مختصر تشریح اور تعریف میں نے قرآن کے حوالوں سے قارئین کی خدمت میں عرض کی ہے، اس کی روشنی میں آج کی مساجد، قرآن کی مساجد سے مطابقت نہیں رکھتی ہیں۔ قرآن کے مفہوم والی مساجد کا دور شاید عباسی دور خلافت کے آخری خلیفہ مستعصم باللہ کی شکست سے ختم ہو گیا تھا اور پھر ہلاکو کے دور سے مساجد کا موجودہ مصرف رائج کیا گیا جو تا ہنوز جاری ہے۔ تو ان مساجد اور ان میں پڑھی جانے والی اذانوں اور نمازوں سے انقلاب دشمن مشرکوں اور کافروں کا کچھ نہیں بگڑتا۔ یہ ماجرا سمجھانے کیلئے مولانا وحید الدین خان کی کتابوں میں سے ایک مثال عرض کرتا ہوں۔

وہ لکھتے ہیں کہ بیسویں صدی کے شروع سالوں میں بغداد شہر میں برطانیہ کا وزیر خارجہ حکومت عراق،

کی کسی میٹنگ میں شریک ہوا۔ اس میٹنگ میں ظہر کی نماز کی اذان کی آواز آئی اور میٹنگ میں شریک جملہ عراقی مسلمان اُٹھ کر چلے گئے تو برطانوی وزیر خارجہ اس صورت حال سے سٹپٹا گیا اور اپنے ساتھی عراق میں مقرر سفیر سے پریشان ہو کر پوچھا کہ آواز کیسی تھی اور یہ لوگ کیوں اُٹھ کر چلے گئے؟ تو جواب میں اس نے بتایا کہ یہ مسلمانوں کی اذان کی آواز تھی اور یہ لوگ اس بلاوے پر نماز پڑھنے کیلئے اُٹھ کر گئے ہیں تو پھر وزیر خارجہ نے پوچھا کہ ان کی نماز اور اذان کے عمل سے ہماری حکومت برطانیہ کو تو کوئی خطرہ نہیں؟ تو سفیر نے جواب دیا کہ نہیں ان کی اذان اور نماز سے برطانیہ کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ تو اس کے بعد وزیر خارجہ کو سکون آیا کہ اگر برطانیہ کو ان کی نمازوں سے کوئی خطرہ نہیں تو پھر خیر ہے، کوئی بات نہیں، پڑھتے رہیں۔

اوّل بیت یعنی مسجد الحرام

مساجد عالم میں پہلی مسجد جسے قرآن حکیم نے اوّل بیت اور مسجد الحرام کے نام سے متعارف کرایا ہے پوری بنی نوع انسان کا مرکز ہے ملاحظہ فرمائیں۔

☆ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ 3/96

یعنی پہلا گھر جو انسانوں کے لئے بنایا گیا جو مکہ میں واقع ہے وہ برکت و ہدایت ہے دنیا بھر کے تمام انسانوں کے لئے۔

قرآن حکیم کی طرف سے مسجد الحرام کے اس تعارف میں مسجد کو جملہ بنی نوع انسان کے واسطے بنایا گیا ہے۔ اس میں بنی نوع انسان کے جملہ مذاہب کے افراد یعنی مسلم، یہودی، نصاریٰ، ہندو، سکھ، مجوسی، بدھسٹ، اعلیٰ و ادنیٰ، امیر و غریب، کالا و گورا، عربی و عجمی اور شاہ و گدا سب کے سب مساوی افراد ہیں اور مسجد الحرام یعنی بیت اللہ ان سب کے لئے برابر مرکز کی حیثیت رکھتی ہے مزید فرمایا

☆ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ 22/25

یعنی دیسی پردیسی اس میں سب برابر کے حصہ دار ہیں۔ اور فرمایا کہ

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى 2/125

یعنی ہم نے اس مسجد کو انسانوں کے لئے ان کے مسائل اور حاجتوں کے حل کرنے اور کرانے کیلئے بار بار لوٹ کر آنے جانے کا مرکز بنایا ہوا ہے۔ سو یہ امن و سلامتی کی جگہ ہے اس میں کسی کو بھی اجنبیت

محسوس نہ ہونے پائے۔ اس کے لئے لازم ہے کہ اس مسجد محترم کے منتظمین اور حج صاحبان اپنے فیصلوں میں، خطابوں میں، سلوک میں اور برتاؤ میں مقام ابراہیم، منصب ابراہیم، کردار ابراہیم اور ابراہیمی مشن کی ذمہ داریوں کا لحاظ رکھیں۔ یہ ذمہ داریاں اور مقام ابراہیم کیا ہے، فرمایا

☆ **اِنِّی جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا 2/124**

یعنی ابراہیم بنی نوع انسان کے رہبر و رہنما بنا کر بھیجے ہوئے ہیں۔

اس لئے تم اس کے مرکز میں کہیں فرقہ بندی میں آکر اس مسجد الحرام کو صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص نہ کر لینا اور غیر مسلموں کا داخلہ ہی نہ بند کر دینا سوائے لڑنے والے، انقلاب دشمن اور آئین الٰہی کے باغیوں کے۔ کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ

☆ **وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ 22/27**

یعنی اعلان کر دو تمام بنی نوع انسان کو حج کا

یہ مسجد الحرام حج کی سالانہ بین الاقوامی کانفرنس یا کسی ایمرجنسی ضرورت کے لئے اور تعمیری متعمد کی میٹنگ کے لئے عمرہ کی خاطر ہر وقت ہر کسی کو اس اقوام متحدہ یعنی UN کے مرکز مکہ میں آنا پڑے گا اسی طرح ابراہیمی مشن کی عالم گیریت کا جانشین، اور پاسبان، خاتم الانبیا محمد رسول اللہ بھی بنی نوع انسان کی طرف رسول بنا کر بھیجے ہوئے ہیں۔ تو ان کی بساط عالمگیریت اور کائناتی وسعت کو کہیں فرقہ بازی کی بھینٹ نہ چڑھا بیٹھنا اور اچھی طرح سمجھ لو اور دھیان سے سنو کہ حج کا اجتماع بھی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ

☆ **وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ 9/3**

اور اعلان عام ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمام بنی نوع انسان کو حج اکبر کے دن کے لئے یعنی ابراہیم علیہ السلام کی سنت میں خاتم النبیین کی طرف سے بھی تمام بنی نوع انسان کے لئے حج اکبر کا اعلان کرایا جا رہا ہے نہ کہ صرف مسلمین کے لئے۔

میرے خیال میں قارئین کرام سمجھ چکے ہونگے کہ جب ام المساجد یعنی مسجد الحرام ہر مسلم اور غیر مسلم کے مسائل حل کرنے کی جگہ اور مثابۃ یعنی لوٹ لوٹ کر آنے جانے کا مرکز ہے تو جملہ مساجد عالم

کا مصرف اور مقصد بھی اسی مرکز کی طرح رکھنا ہوگا۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اس مقصد سے خالی اور ہٹی ہوئی کسی بھی عمارت کو مسجد کا نام دینا مسجد کے قرآنی تعارف کے خلاف ہوگا۔

قرآن حکیم میں مزید فرمایا گیا ہے کہ

☆ **اِلَّا الَّذِیْنَ عَاهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ 9/7**

یعنی جن انقلاب دشمنوں کے ساتھ تم نے مسجد الحرام کے پاس معاہدہ کیا ہوا ہے تو جتنے عرصہ تک وہ معاہدہ کی پاس داری کریں اتنے تک تم بھی اپنے معاہدے پر کاربند رہو۔

جناب معزز قارئین کرام! اس آیت مبارکہ میں مسجد کے ذکر اور استعمال پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ غیر قوموں اور انقلاب دشمنوں سے جو معاہدے کئے جا رہے ہیں اور امور خارجہ کے معاملات و جنگی صورت حال کی فریقین میں گفت و شنید اور معاہدے، امور وزارت جنگ اور دفاع سے متعلق ایگریمنٹ ہو رہے ہیں یہ سب مسجد الحرام کو کیپٹل پوائنٹ ثابت کر رہے اور مسجد وزارت خارجہ کے امور نمٹانے کی جگہ ثابت ہو رہی ہے اور مسجد وزارت دفاع اور جی ایچ کیو کی مصرف ثابت ہو رہی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

☆ **وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا 72/18**

یعنی مسجدیں اللہ کیلئے ہیں ان کے اندر کسی غیر اللہ کے قانون کی بالادستی، حاکمیت اور فقہ کی بات نہیں چلے گی۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسجد ایک پارلیمنٹ ہاؤس ہے، اس میں قانون اور اس کی جزئیات تیار کرتے وقت حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ یعنی قرآن حکیم کی ہوگی اور مساجد کے اندر یعنی اسمبلیوں میں کسی اور قسم کی فقہی مسلکوں کی بات نہیں چلے گی۔

☆ **قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ**
وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ 7/29

(خلاصہ آیت) اے رسول! اعلان کر دیں کہ مجھے میرے پالنے والے نے حکم دے رکھا ہے کہ فیصلے کرتے وقت عدل و انصاف سے فیصلے کرو، اور قائم رکھو اپنی توجہات کو ہر مسجد کے پاس یعنی مساجد سے جاری کردہ فیصلوں کا اتباع کرو یعنی قوانین کے لحاظ سے اطاعت کو خالص بناؤ، جس قانون کے تحت

تم پہلے جنت میں تھے، تو اتباع کرو قرآن کی، پھر تمہیں جنت دی جائے گی (خلاصہ ختم)

معزز قارئین! اس آیت مبارکہ میں صاف طور پر مسجد سے مراد عدالت ثابت ہوتی ہے یہ عدالتیں انقلاب کی کامیابی کے بعد انقلابی پارٹی اپنا قانون نافذ کرکے عوام کے معاملات وتنازعات کو حل کرنے کے لئے قائم کرتی ہے تو ایک طرح سے یہ مساجد قرآن کے حوالہ سے انقلاب کے مراکز ہوئیں۔ اس لئے قرآن حکیم نے ترمیم پسندوں اور ایسے لوگوں کو جو قرآن حکیم کو ظاہر میں ماننے کی بات کریں لیکن اندر کی منافقت سے کسی اور نظام کے خواہاں ہوں تو ایسی پارٹی اور لوگوں پر بندش ڈالدی کہ ایسے لوگوں کو حق نہیں اور کوئی اجازت نہیں کہ وہ مسجدیں بنائیں ان کیلئے اللہ تعالیٰ کا آرڈر ہے کہ

☆ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّھُمْ لَكٰذِبُوْنَ 9/107

(خلاصہ آیت) جن لوگوں نے مسجد بنا کر ملت اسلامیہ کو نقصان پہچانے کا سوچا اور کفر کی طرف لوٹانے کیلئے اور انقلابیوں میں فرقے پیدا کرنے کیلئے اور اس مسجد کو جاسوسی کا مرکز بنایا ایسے انقلاب دشمنوں کیلئے جو اللہ اور رسول سے عرصہ سے لڑتے آرہے ہیں، اور یہ انقلاب دشمن لوگ اپنے اندر کی نیتیں چھپانے کیلئے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نیک نیتی کے طور پر مسجد بنا رہے ہیں لیکن سن لو! اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں ان کے اندر میں کچھ اور ہی مقاصد ہیں (خلاصہ ختم)

جناب قارئین کرام! اس آیت میں مسجد کا مصرف اور مقصد نہایت جامع انداز سے قرآن حکیم نے سمجھایا ہے وہ اس طرح کہ جو بھی مساجد ملت اسلامیہ کیلئے ضرر رساں ہو سکتی ہیں ان کی ضرر رسانی کی تفصیل قرآن حکیم نے تین قسم کی بتائی ہے۔

1۔ جس سے کفر کو تقویت ملے۔

2۔ جس سے تفریق بین المومنین ہو یعنی ملت اسلامیہ کی وحدت ٹوٹ جائے اور انقلابی مسلمین فرقوں میں بٹ جائیں، دھڑے بندی کا شکار ہو جائیں۔

3۔ جس سے مسجد اللہ اور رسول کے خلاف لڑنے والوں کی آماجگاہ اور جاسوسی کا مرکز بن جائے۔

اب پہلی قسم پر غور فرمائیں کہ قرآن کے فرمان اور کہنے کے مطابق یہ ثابت ہوتا ہے کہ دشمن لوگ اسلام دشمنی، انقلاب دشمنی، اللہ ورسول کی دشمنی اور قرآن دشمنی کیلئے جو چھاری رصدگاہ اور آماجگاہ بناتے ہیں، اسے بھی مسجد کا نام دے کر کفر کی مدد کرتے ہیں۔ مساجد سے کفر کی مدد کس طرح ہوگی اس کی تفصیل یہاں لکھتے وقت میں ایسی مساجد کے فقیہان شہر اور مفتیان عظام سے ڈرنے کی بجائے اللہ اور قرآن سے ڈر رہا ہوں اور لکھ رہا ہوں کہ **چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی،**

مساجد کے محراب ومنبر سے قرآن حکیم کے احکامات کو منسوخ مشہور کرنا کفر کی آبیاری ہے، مساجد کی مسندوں سے قرآن حکیم کے حکم **حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ 4/6** سے جو نکاح کیلئے عمر کی شرط بلوغت کو پہنچنا قرار پایا ہے، اسکے انکار کیلئے خود رسول اللہ کو بھی قرآن مخالف لوگوں کی صف میں کھڑا کر کے ام المومنین سیدہ عائشہؓ اور سیدہ فاطمہؓ کی قبل از بلوغت نو سال کی عمر میں شادی کی جھوٹی احادیث کے واعظ سنانا یہ مسجدوں میں پنپنے والا کفر ہے۔ ایسے قرآن مخالف واعظین کے قصوں کی کوئی کمی نہیں، یہ فہرست بڑی لمبی ہے۔ اس طرح کی کفریہ مثالیں ایک ڈھونڈو ہزار ملتی ہیں۔

تو اس طرح کے کفریہ افکار ونظریات اور قرآن دشمن من گھڑت قصے کہانیوں کی آماجگاہ کو اگر مسجد کا نام بھی دیا جائے تو اسکا حکم وہی ہے جو مسجد ضرار کے سلسلہ میں قرآن حکیم نے بتایا ہے کہ

فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ 9/109 یعنی ایسی مساجد جہنم کی آگ میں پہچانے والی ہیں۔

دوسری قسم کے بارے میں قرآن حکیم نے بتایا ہے **وَتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ** یعنی ان مسجدوں کا ایک ضرر یہ بھی ہے کہ [illegible] کو فرقوں میں بانٹنے کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ اس پر میں کیا تفصیل لکھوں ہر مسجد کے گیٹ کے نمایاں حصوں پر بورڈ لگے ہوئے ہیں کہ یہ مسجد فلاں مسلک والوں کی ہے یہ مسجد فلاں فقہ والوں کی ہے یہ مسجد فلاں جماعت والوں کی ہے۔ مہربانی کر کے خود جا کر ملاحظہ فرمالیں۔

مساجد کی منتظم کمیٹیاں جو گورنمنٹ کے ہاں رجسٹرڈ ہوتی ہیں ان کی رجسٹریشن کے متعلقہ محکمہ سے رجسٹریشن کا پروسیجر اور پروفارما لے کر دیکھیں۔ اس میں یہ سوال لکھے ہوئے ہیں کہ یہ مسجد کس فرقہ، فقہ یا مسلک والوں کی ہوگی۔ تو جناب قارئین محترم! غور فرمائیں کہ اسلام کے نام پر بننے والی ریاست اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قوانین میں بھی مسجد جملہ مسلمانوں کی مشترکہ مرکز کی حیثیت نہیں رکھتی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں کہ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ 72/18 یعنی مسجدیں اللہ کی ہونے کے حوالہ سے سب کی ہیں، ان میں یکساں طور پر ایک ہی قانون فقہ القرآن چلے گا۔

لہذا فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا 72/18 ان مسجدوں میں قرآنی فقہ کے مقابلہ میں کسی غیر اللہ کی فقہ کی روشنی میں فیصلے نہیں ہونگے۔ اگر کوئی فرد یا گروہ مسجدوں میں قرآنی فقہ کے خلاف کسی اور فقہی اداروں کے قوانین چلائیگا تو وہ مساجد مسجد ضرار کے زمرہ میں شمار ہوں گی۔

تیسری قسم کے بارے میں قرآن حکیم نے فرمایا وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ 9/107 یعنی ایسی مساجد اللہ اور رسول سے جنگ کرنے والوں کے لئے کمین گاہ کے طور پر استعمال کی جاتی ہوں (پاکستان کی کسی یونیورسٹی میں اگر اس موضوع پر کسی طالب علم کو پی ایچ ڈی کرنے کا موقعہ دیا گیا کہ کن شہروں کی کن کن۔ ساجد میں وہاں کے پیش امام اور خطیب اپنی مذہبی شکل اور عہدہ کی آڑ میں دشمنوں کے لئے اپنی اپنی مسجدوں کو جاسوسی کی پتھاری، کمین گاہ اور اڈہ بنایا ہوا ہے تو میں اس طالب علم کی تحقیق میں کافی کچھ مدد کر سکوں گا۔)

میں سال 83ء میں۔ بحری جہاز کے ذریعہ حج کرنے گیا تھا۔ کراچی سے جدہ تک آٹھ دن کے سفر کے دوران جہاز کے کپتان کے ساتھ ملاقات کا موقعہ ملا۔ میری نظر میں وہ ایک سادہ اور مخلص مسلم تھا۔ اسنے بتایا کہ اسنے انٹیلیجنس کا کورس کیا ہوا ہے تو میں نے اس سے پوچھا کہ اس کورس میں جو کچھ آپ کو پڑھایا گیا اس میں اپنے ملک کے اندر دشمن کے ایجنٹوں کی پہچان کے لئے کچھ نشانیاں ہمیں بھی بتائیں تو اس نے کہا کہ دشمن کے ایجنٹ دیگر جگہوں اور شکلوں کے ساتھ ساتھ مسجدوں کے پیش اماموں اور مذہبی مسندوں پر براجمان شخصیتوں کی شکل میں بھی بہت سارے ہوتے ہیں۔ تو انٹیلیجنس کورس کی بات کئی صدیاں پہلے ہی قرآن حکیم نے بتادی ہے کہ جو مسجدیں دشمنوں کے لئے تمہارے خلاف کمین گاہ کا کام سرانجام دیں وہ بھی مسجد ضرار کے لسٹ میں شمار ہونگی۔

اب سورت توبہ کی آیت 17۔18 اور 19 کی روشنی میں مسجد کے مفہوم اور مصرف کی تعبیر عرض کرتا ہوں

☆ مَا کَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰہِ شٰھِدِیْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ بِالْکُفْرِ اُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ وَفِی النَّارِ ھُمْ خٰلِدُوْنَ 9/17

☆ مَا کَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰہِ

یعنی مشرکوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا، کوئی اجازت نہیں کہ وہ مسجدیں تعمیر کریں۔

اب یہاں میں بطور جملہ معترضہ عرض کرتا ہوں کہ طالب علم اور قارئین یہ حقیقت مستقل طور پر ذہن میں رکھیں اور پلو میں باندھ لیں کہ مشرک اور کافر کے الفاظ قرآن نے مترادف اور ہم معنی کے طور پر بھی استعمال کئے ہیں اور مشرک کو کافر اس معنی میں کہا جاتا ہے کہ وہ اللہ کے دیئے ہوئے قانون کو اکیلے طور پر بلا شرکت غیرے وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ نہیں مانتا اور وہ کچھ باتوں میں اللہ کا قانون اور کچھ معاملات میں غیر اللہ کے قانون پر چلتا ہے اور وہ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ یعنی کچھ پر ایمان لاتا ہے اور کچھ کا انکار کرتا ہے، تو یہاں اس آیت میں قرآن حکیم نے آرڈر جاری فرمایا کہ ایسے مشرکوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ لوگ مسجدیں بنائیں جبکہ وہ لوگ

شٰھِدِیْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ بِالْکُفْرِ یعنی وہ اپنے کفر کی خود ہی شہادت دے رہے ہیں وہ اقرار کرتے ہیں وہ قبول کرتے ہیں کہ وہ انکاری ہیں۔

جیسا کہ قانون قرآن کے مطابق نکاح کیلئے بلوغت شرط ہے تو یہ لوگ نابالغ بچوں کی شادی کرانے کو جائز سمجھتے ہیں یعنی وہ قرآن کے صریحاً انکار کی اپنے اوپر شہادت دیتے ہیں۔

قرآن کے ایک اور حکم مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗٓ اَسْرٰی 8/67

یعنی غلامی کے سرچشمہ پر بندش ڈالی جاتی ہے لیکن یہ لوگ غلامی کو جائز سمجھتے ہیں تو یہ ہوئی ان کی اپنے اوپر کافر ہونے کی ایک اور شہادت۔ تو قرآن حکیم ایسے لوگوں کیلئے حکم دیتا کہ اس طرح یہ لوگ مشرک بن رہے ہیں یہ لوگ کفر کا ارتکاب کر رہے ہیں یہ لوگ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ کے مرتکب ہو رہے ہیں لہذا ایسے لوگوں کو کوئی حق نہیں کہ وہ مسجدیں تعمیر کریں۔

اب غور فرمایا جائے کہ اس فرمان نبی سے صاف صاف ثابت ہوا کہ مسجد اللہ کی نظر میں قرآن کی رہنمائی کے مطابق عدالت ہے، قانون بنانے کرنے اور قانون کی تشریحات اور جزئیات طے کرنے کی جگہ ہے یعنی پارلیمنٹ اور مرکزی سیکریٹریٹ ہے۔ ایسی مسجد کی تعمیر کا حق کسی مشرک کو نہیں یعنی جو آدمی یا پارٹی خالص اللہ کے قانون کو کافی تصور نہیں کرتے بلکہ اس میں غیر اللہ کے حکم اور روایات کو شریک اور

دخیل بنا کر مسجد کے نام پر جاری کرنا چاہتے ہیں تو اللہ کا فرمان ہے کہ ایسے لوگ دور ہو جائیں، انہیں کوئی حق نہیں کہ یہ لوگ مسجدیں اور اسلام کے نام پر عدالتیں بنائیں بلکہ

أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ یعنی یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال ضائع ہو چکے ہیں اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔

اس طرح ان لوگوں کے ایمان اور مسلمانی کے سارے دعوے چٹ اور مسلمانی کے نام سے سارے اعمال بیکار ہوئے اور قرآن سے ان کے اس طرح کے سلوک کی وجہ سے ہمیشہ والی آگ میں دائمی طور پر جلتے رہنا ان کا مقدر ہے۔

پھر آیت نمبر 18 میں اسی آیت نمبر 17 کو مثبت اور پازیٹو رخ میں لا کر اس کی تفسیر اور وضاحت فرمائی یعنی آیت نمبر 17 میں تھا کہ مشرک قسم کے لوگ مسجد نہیں بنا سکتے اور پھر آیت نمبر 18 میں فرمایا کہ کس قسم کے لوگ مسجدیں بنا سکتے ہیں؟

☆ **إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ 9/18**

آؤ! سنو قرآن حکیم ان کا تعارف یوں کراتا ہے کہ وہ لوگ مسجدیں بنا سکتے ہیں جو اللہ پر ایمان رکھنے والے ہوں، جو مساجد سے جاری ہونے والے اللہ کے قوانین کی روشنی میں فیصلوں اور نافذ کئے جانے والے احکامات کو قبول کرتے ہوں اور ان کی صداقت پر ایمان لاتے ہوں اور اس کی اطاعت کے لئے مکمل طور پر تیار ہوتے ہیں تو ایسے لوگوں کے تعارف میں فرمایا کہ یہ لوگ ایمان لانے والے ہیں یوم آخر پر یعنی ارتقا کے دوسرے مرحلہ میں آخرت کی زندگی پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ اسمیں ایک طرح سے یہ بھی سمجھا دیا کہ جو لوگ حیات آخرت پر یعنی مرنے کے بعد آخرت کی زندگی میں حساب دینے پر ایمان رکھتے ہوں گے وہی لوگ ہونگے جو مساجد یعنی عدالتوں میں فیصلے دیں گے اور اگلی زندگی کے احتساب کے ڈر سے ظلم نہیں کریں گے اور عدل وانصاف کریں گے۔ مساجد اللہ کی تعمیر کرنے والے لوگ انسانوں کی پرورش کے سامان کی سپلائی کی بحالی کیلئے اور لوگوں کی بہتر پرورش کے لئے قرآن کے دیئے گئے نظام

معیشت کی بہتر طریقہ سے تابعداری کریں گے۔ جناب عالی یہ ہے خلاصہ

اقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ کا

آگے جو جملہ ہے **وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ** ساری گزشتہ عبارت اور تعبیر کی نہایت بہتر طور پر وضاحت کرتا ہے، فرمایا کہ مسجدیں بنانے والے، صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا قرآنی نظام معیشت قائم کرنے والے صرف وہ لوگ ہو سکتے ہیں، جو مساجد سے نہایت جرات کے ساتھ اللہ کی مخلوق کی خوشحالی اور امن کیلئے فیصلے جاری کریں جو **وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ** یعنی ملٹی نیشنل کمپنیوں کے سودی نظام کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی رعیت کو ناجائز ٹیکسوں اور مہنگائی سے بچائیں اور عالمی دہشتگردی کرانے والے سرمایہ داروں کی ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کی استحصالی پالیسیوں سے اللہ کی مخلوق کو بچانے کیلئے جراتمندانہ فیصلے جاری کریں۔

جو حکمران اور سیاسی عہدہ دار دنیا کے استحصالی سرمایہ داروں کے ڈونیشن کے نام پر لوگوں کو معاشی غلام بنانے والوں سے خوف کھاتے ہوں اور ان کے قرضہ جات و ٹیکسوں سے اپنی رعیت کے نظام پرورش میں سرمایہ داروں کی پالیسیوں پر عمل کرتے ہوں تو ایسے ڈرپوک اور لالچی لوگوں کو مسجدوں جیسی عدالتیں اور مراکز بنانے کا کوئی حق نہیں۔ جو لوگ ، [illegible] اور سیاسی کارکن ورلڈ بنک یا عالمی سرمایہ داروں کے دادا گیروں سے ڈر کر اپنے ملک کی رعیت کے تحفظ اور خوشحالی کے فیصلے نہیں کر سکتے، ایسے لوگوں کو عدالت کی کرسیوں پر یعنی مسجدوں کے منبروں پر بیٹھنے کا کوئی حق نہیں اور نہ حکومت بنانے کا حق ہے نہ ہی حکومت چلانے کا کوئی حق ہے۔

مسجد وہ مسجد ہے اور عدالت وہ عدالت ہے جس کے احکامات کی تعمیل ہو، جس کے فیصلوں پر عمل ہو

اور اس کے فیصلے کرنے والے عہدہ دار **وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ** یعنی فیصلہ کرتے وقت اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں، ایسے لوگ اگر مسجدیں بنائیں تو ان کو اجازت ہے۔ ان کے لئے قرآن فرماتا ہے کہ **فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ** یعنی ایسے لوگ جو اللہ کے سوا کسی اور سے نہیں ڈریں گے تو امید ہے کہ اس طرح کی مسجدیں بنانے والے لوگ ہی کامیاب ہو پائیں گے۔

جناب قارئین کرام! پورے قرآن میں جن جملہ 28 مقامات پر مسجد کا لفظ لایا گیا ہے ان سب میں

سے صرف اس ایک آیت (9/18) میں مسجد کے ساتھ اقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ کا جملہ استعمال ہوا ہے اور صلوٰۃ کے معنی اتباع نظام قرآن ہے جیسا کہ قرآن نے یہ مفہوم خود بتایا ہے، اپنے گھر میں رکھے ہوئے قرآن حکیم پر ملاحظہ فرمائیں

☆ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی 0 وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی0 75/31.32

پس اس نے نہ تصدیق کی اور نہ ہی پیچھے چلا۔ بلکہ جھٹلایا اس نے اور منہ پھیرا

ان دو آیتوں کو فن ادب اور بلاغت کے تقابل والی صنف کی روشنی میں پڑھ کر دیکھیں کہ قرآن حکیم خود صلوٰۃ کے معنی اتباع اور تابعداری اور پیچھے چلنا کے کرتا ہے۔

مختصراً یہ کہ صَدَّقَ کے معنی تصدیق کرنا ہے اور یہ لفظ كَذَّبَ کے مقابل لایا گیا ہے كَذَّبَ کا معنی جھٹلانے کے ہیں جو ضد ہے تصدیق کی تو اس طرح آگے صَلّٰی اور تَوَلّٰی بھی اسی طرح مقابل آئے ہیں تَوَلّٰی کے معنی پیٹھ پھیر کر چلنا ہے تو صَلّٰی کے تقابلی معنی ہوئے تابع داری کرنا، اتباع کرنا، پیٹھ پھیرنے کی بجائے پیٹھ کے پیچھے پیچھے چلنا۔

اور دوسری مثال ہے سورۃ مریم کی آیت نمبر 59

☆ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا 19/59

پھر جانشین ہوئے ان کے بعد ایسے ناخلف جنہوں نے صلوٰۃ کو ضائع کر دیا اور پیچھے چلے اپنی خواہشات کے، پس عنقریب ان کو گمراہی کی سزا ملے گی۔

یہاں صلوٰۃ کا لفظ شہوات لفظ کے مقابل لایا گیا ہے، شہوات کے معنی مشہور ہیں یعنی خواہشات نفسانی کے پیچھے بے لگام اور آوارہ ہو کر چلنا۔ تو اس معنی کے مقابل لفظ صلوٰۃ کے معنی از خود متعین ہو گئے کہ ایک مقرر قرآنی نظام کے پیچھے پیچھے چلنا، یہ مفہوم ہوا صلوٰۃ کا جو تقابل کے طریقہ سے خود قرآن نے سکھا دیا۔

اب جو لوگ لفظ صلوٰۃ کے معنی قرآن کے بتائے ہوئے قبول نہیں کرتے اور بضد ہیں کہ صلوٰۃ کے معنی حکیم مانی مجوسی والی آگ کے سامنے بطور **پوجا** کے پڑھی جانے والی نماز ہے تو ان لوگوں سے باادب سوال ہے کہ اگر اس آیت میں مسجد کے ساتھ صلوٰۃ لفظ استعمال ہونے سے آپ نے اسے مسجد کے اندر

پڑھنے کو روزانہ پانچ بار لازم ٹھہرایا ہے تو صلوٰۃ کے ساتھ آیت میں اٰتوا الزکوٰۃ کا حکم بھی تو ہے، تو پھر اسے بھی مسجد کے اندر آپکے اپنے بنائے ہوئے جھوٹے معنی کے مطابق پانچ مرتبہ یومیہ ایک سو روپے پر ڈھائی روپے ادا کریں، کیونکہ زکوٰۃ کے قرآن والے معنی تو ہیں بہتر پرورش کے لیکن وہ معنی آپ نہیں مانتے جبکہ تمہارے جعلی معنی ایک سو روپے پر ڈھائی روپے والے معنی قرآن حکیم نے کہیں نہیں کیے، لیکن چونکہ تمہارے والے معنی سے تمہیں روزانہ پانچ بار پوری پونجی کا چالیسواں حصہ دینے میں مالی خسارہ ہے اس لئے اس پر عمل نہیں کرتے اور قرآن نے جو زکوٰۃ کے معنی خود سکھائے ہیں کہ

☆ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ 18/74

یعنی کہا اس نے کہ تو نے قتل کیا ایک نشو و نما پائے ہوئے انسان کو بغیر کسی بدلہ کے۔

اس آیت میں نفس زکیہ سے زکوٰۃ کے بنیادی معنی نشو و نما پانا اور پرورش کرنا کے واضح ہوتے ہیں۔

اس طرح ایک اور مقام پر خود لفظ زکوٰۃ وضاحت کر رہا ہے۔

☆ وَحَنَانًا مِنْ لَدُنَّا وَزَكٰوةً وَكَانَ تَقِيًّا 19/13

یعنی شفقت کی ہم نے اپنی طرف سے اور مکمل نشو و نما کی اور وہ پرہیزگار ہوئے۔

گویا ثابت ہوا کہ زکوٰۃ کے اصل معنی نشو و نما دینا اور نشو و نما پانا ہی ہیں۔

اہل فارس نے مسلمانوں کی فتح کا راز قرآن حکیم کی تعلیمات میں پایا تھا اور ان لوگوں نے اپنی شکست کا بدلہ لینے کیلئے قرآن حکیم کی حیات بخش تعلیمات و اصطلاحات کے معنی بدلنے کی مہم چلائی تو اس مہم میں کئی الفاظ کے معنی بدلے گئے ہیں۔ صلوٰۃ اور زکوٰۃ کی اصطلاحیں بھی تحریف معنوی کا شکار ہوئی ہیں۔

عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح زکوٰۃ کا تعلق مسجد کے اندر عمل کرنے سے نہیں اس طرح صلوٰۃ کے معنی والا قرآنی مفہوم یعنی اتباع نظام قرآن کی بجائے یہ پوجا پاٹ والی مجوسیوں کی اختراع کردہ نماز کا تعلق بھی مسجد سے نہیں ہے۔ اس طرح خواہ مخواہ بغیر دلیل قرآنی کے اس نماز کو مسجد کے ساتھ نتھی کیا گیا ہے اگر صلوٰۃ بمعنی پنجگانہ نماز ہے تو پھر زکوٰۃ کا تعلق بھی روزانہ پانچ بار مسجد سے ہونا چاہیے۔

میں اس سلسلہ میں ہر قاری، طالب علم اور ریسرچ کرنے والے کو یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ خود قرآن حکیم میں مسجد کا جو ذکر 28 بار کیا گیا ہے، اسے غور سے بار بار پڑھ کر دیکھے کہ مسجد کا مروجہ نماز سے جوڑ کہیں

بھی آپ کو نہیں ملے گا بلکہ مسجد کی تعریف قرآنی آیات کی روشنی میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ اس سے صاف صاف عدالت اور مرکزی سیکرٹریٹ کے معنی ثابت ہوتے ہیں۔

یہ مساجد یعنی عدالتیں اور مراکز قائم کرنا انقلابی حکومتوں کا کام ہے چونکہ عدالتیں اور مراکز ریاست کے اسٹرکچر کا ایک حصہ ہیں، جو گورنمنٹ کے بجٹ سے تعمیر ہوں۔ یہ عدالتیں اور مراکز جنھیں قرآن مسجد کا نام دے رہا ہے یہ بسوں، ریلوں میں چندہ لیکر اور صندوقچے کھڑکا کر بھیک مانگنے سے نہیں بنوائی جاتیں، جس طرح آجکل مسلمانوں کی غیر قرآنی مساجد بھیک مانگنے کا پیالہ اور صندوقچے بنی ہوئی ہیں۔

میں ضلع رحیم یار خان کے کچھ میراثی خاندانوں کو جانتا ہوں جو تقریباً پچاس سال پہلے پڈعیدن اور نوشہرو فیروز کے درمیان آکر بسے تھے، ان میں اکثر کے رنگ کالے تھے، عورتوں اور مردوں کا کام بھیک مانگنا تھا پھر یہ لوگ وہاں سے منتقل ہوکر لطیف آباد اور حیدر آباد کے آس پاس میں آکر بسے پھر انھوں نے ہائی وے کے دونوں طرف نمایاں پلاٹوں پر مسجدیں بنانا شروع کیں اور ریلوے اسٹیشن کے لگ بھگ بھی یہی کام شروع کئے اور مسافروں کو مسجدیں دکھا دکھا کر بھیک مانگنے میں آج تک مصروف عمل ہیں۔ ان کے ذاتی اور خاندانی کوائف جواء کھیلنے کے ساتھ اور بھی بہت کچھ ہیں۔ ان کی دیکھا دیکھی اور بھی کئی گورے چٹے لوگ اس نفع بخش کاروبار میں کود پڑے۔ اسلام کے نام پر قائم کردہ ملک پاکستان میں ایسی بہت ساری لاوارث مساجد رحیم یار خانی میراثیوں کی تیار کردہ غیر قانونی قبضوں کے پلاٹوں پر، قرآن حکیم کی جانب سے مساجد کی تعریف و تعارف کا منہ چڑا رہی ہیں لیکن ان بیچارے میراثیوں کا تو میں نے شاید انکے غریب و مسکین ہونے کی وجہ سے ذکر چھیڑ دیا، بھلا پورے ملک یا ساری دنیا کی جملہ مساجد کے کونسے مفتیان عظام ہیں جو دنیا کے استحصالی سامراج کے خلاف فیصلے جاری کرتے ہیں اور ان کے فیصلوں کی تعمیل بھی ہوتی ہو۔

ابھی کچھ دن پہلے میڈیا نے خبر دی ہے کہ سعودی عرب کے سینکڑوں علماء کو حکومت کی خارجہ پالیسی کے خلاف تقریریں کرنے کی پاداش میں گرفتار کرلیا گیا ہے۔ معزز قارئین! مساجد کے ججوں، قاضیوں اور مفتیوں کیلئے قرآن فرماتا ہے کہ **وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللّٰهَ** یعنی وہ اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ کھائیں جبکہ مسجدوں کے متولی و نگران اعلیٰ اور حکومتِ وقت کے سربراہ اتنے بزدل اور ڈرپوک ہیں کہ عالمی سامراج سے ہر روز کلیرنس سرٹیفکیٹ لیتے ہیں کہ مائی لارڈ آج کے دن ہم سے کوئی غلطی سرزد تو نہیں ہوئی ورنہ ہمارا

سجدہ سہو قبول فرمائیں۔ مزید براں سورۃ توبہ کی آیت نمبر 19 پر غور فرمائیں

☆ **أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ 9/19**

یعنی کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانا اور لائق احترام مسجد الحرام کی تعمیر میں نمائش اس کے برابر بنالیا ہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور [illegible] میں جہاد اور جدوجہد کرتا ہے، یہ ایسے بڑے کارنامے ہیں کہ حاجیوں کیلئے پانی کی سبیلیں لگانا اور مسجدوں کا بناؤ سنگار اللہ تعالیٰ کے ہاں کبھی بھی برابر نہیں ہیں۔ **وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ** یعنی ایسی نمائشی سبیلیں لگانے اور مسجدوں کی فضول قسم کی عمارت سازی کرنے والے ظالموں کو کبھی بھی ہدایت کا راستہ ہاتھ نہیں آتا جس سے وہ زندگی کی حقیقی منزل کو پاسکیں۔

غور فرمایا آپ نے کہ قرآن حکیم نمائشی مذہب پرستی اور شوبازی والی نیکیوں کو حقیقی اور بنیادی چیزوں یعنی ایمان و جہاد کو چھوڑ دینے اور اہمیت نہ دینے کو کتنا کھول کر بیان کرتا ہے کہ اصلی بنیادی کاموں کو نمائشی اور شوبازی والی سستی مذہب پرستی کے برابر نہ بناؤ مگر مسجد کے اصلی مقام و مرتبہ کو مسلمانوں نے بھلایا ہوا ہے [illegible] مسجدوں کو بھی اس طرح فضول تعمیرات کے فیشن سے بناتے ہیں جس طرح کہ یہ اس عمارت کی پوجا [illegible]تے ہیں۔ میں مسلمانوں کو اپیل کرتا ہوں کہ پہلے وہ قرآن حکیم کے نقطہ نظر سے مسجد کا مقام و مرتبہ اور مفہوم سمجھیں۔ سورۃ توبہ کی ان تین آیتوں میں بڑی جامعیت سے قرآن حکیم نے مسجدوں کا مصرف و مرتبہ سمجھا دیا ہے۔ بار بار تکرار سے کوئی پڑھ کر تو دیکھے۔

یہاں میں ان آیات کی روشنی میں مسجد کی تعریف پھر سے خلاصہ کی شکل میں عرض کرتا ہوں وہ یہ کہ آیت نمبر 17 میں اللہ نے فرمایا کہ جو لوگ میرے نازل کردہ قوانین کی کتاب قرآن حکیم کی روشنی میں خالص طریقوں سے فیصلے نہیں کریں گے بلکہ غیر اللہ کے قوانین کی بھی تابعداری کرینگے تو ایسے مشرکوں کو مساجد تعمیر کرنے کا کوئی حق نہیں۔

آیت نمبر 18 میں فرمایا کہ مسجدیں بنانے کا حق صرف ان لوگوں کو ہے جن کا اللہ تعالیٰ کے قانون پر

ایمان اور یقین ہو اور وہ آخرت پر بھی ایمان رکھنے والے ہوں اور زندگی گزارنے کیلئے گیدڑ و لومڑی کی طرح ڈرپوک نہ ہوں سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی چمچہ گیری اور چاپلوسی نہ کرتے ہوں بلکہ **وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ** مساجد سے فیصلے جاری کرتے وقت اور پالیسیاں بناتے وقت سوائے اللہ کے کسی عالمی مافیا و سامراج سے نہ ڈریں۔

آیت نمبر **19** میں فرمایا کہ یاد رکھیں کہ اللہ کو نمائشی دینداری یعنی پانی کی سبیلیں لگانا اور مسجدوں میں رنگ برنگی لڑیاں لگا کر اگربتیاں جلانا حقیقی اور اصلی مقاصد کے مقابلہ میں اچھا نہیں لگتا اور ان شوبازیوں سے اللہ کو آپ دھوکہ نہیں دے سکتے کہ آپ بڑے دیندار ہیں۔

علاوہ ازیں قرآن حکیم مسجد کا مقام و مرتبہ سمجھانے کیلئے سورۃ بقرہ کی آیت **144** میں بیان کرتا ہے کہ

☆ **قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ 2/144**

یعنی اے محمد! ہم دیکھ رہے ہیں کہ تو حجاز کی حاکمیت کیلئے اور مرکز پر قبضہ کے لئے ہر وقت کوشش میں ہے سو ہم بھی آپ کو اس مرکزی صدر مقام کی ولایت اور حاکمیت کا یقین دلاتے ہیں، جو آپ کا پسندیدہ ہدف ہے، اس لئے اب ہر وقت اپنی مساعی کو مسجد الحرام یعنی مرکز، جی ایچ کیو اور دارالحکومت کو حاصل کرنے کیلئے جاری رکھ۔

اب اس تعارف سے مسجد کا مصرف مزید نکھر کر سامنے آجاتا ہے یہاں میں ان لوگوں سے واسطہ نہیں رکھتا جو **دو اور دو کا ٹوٹل بتاتیں چار روٹیاں**۔ قرآن کو سمجھنے کیلئے ہزاروں سالوں کی انسانی تاریخ کو سامنے رکھنا چاہیے، قرآن کو سمجھنے کیلئے، دکان اور فیکٹری میں برکت کیلئے کرائے پر ہر صبح کو جاہل مُلّاں منتقلی لیکر وظیفہ قرآن کا ورد کرتا ہے اس سے فلسفہ ربوبیت کائنات کیا پوچھا جا سکے گا۔ ایسے مُلّاں سے اللہ نہیں ملے گا۔ قرآن نے فرمایا کہ مسجد تمہارا قبلہ ہے۔ اس آیت میں مسجد کو جو قبلہ کہا گیا ہے تو قبلہ کے معنی مرکز، ہیڈ کوارٹر اور دارالحکومت کے ہیں۔ قبلہ کے معنی مرکز اور ہیڈ کوارٹر کا یہ مفہوم تصریف آیات کے فن سے خود قرآن نے بتائے ہیں۔ براہ کرم پڑھ کر دیکھیں سورۃ یونس آیت نمبر **87**

☆ **وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً**

یعنی ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کو وحی کی کہ وہ اپنی قوم کیلئے مصر میں ٹھکانہ بنائیں اور اپنے گھروں کو قبلہ بنائیں کیونکہ شہر مصر کے چوراہوں، پارکوں یا کمیونٹی سینٹرز پر تو فرعون اور اسکے مارشل لاء افسر تمہیں آزادی کے لئے ہلچل کرنے نہیں دیں گے اس لئے تمہیں چاہیے کہ اپنی آزادی کی سرگرمیوں کا مرکز اور ہیڈ کوارٹر اپنے گھروں کو بنائیں۔

ہمارے پیارے آخری نبی محمد رسول اللہ کو فتح مکہ سے جو جملہ حجاز کی حکمرانی ملی تو اس قلمرو کا دارالسلطنت ابراہیمی مرکز یعنی مسجد الحرام بنی، جسے قرآن نے قبلہ کے نام سے موسوم کیا ہے تو ثابت ہوا کہ مسجد قبلہ ہے اس کے معنی یہ ہوئے کہ اس انقلاب کے مرکز میں تمہیں ایسا ضابطہ حیات یعنی قرآن دیا گیا ہے جسے تم نے اپنے جملہ معاملات کو حل کرنے کیلئے ہر وقت نظر کے سامنے رکھنا ہے۔

اس طرح سورۃ بقرہ کی آیت نمبر **114** پر غور فرمائیں ہے کہ

☆ **وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ**

یعنی اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون شخص ہو سکتا ہے جو مساجد میں اللہ کے ذکر سے لوگوں کو روک کر مسجدوں کو ویران کرنے کے درپے رہتا ہے، ان کو نہیں حق کہ داخل ہوں ان میں مگر ڈرتے ہوئے۔

جناب قارئین کرام! غور فرمائیں کہ مسجد کے معنی اگر جائے نماز اور ذکر کے معنی اگر موجودہ مروجہ نماز اور خطبہ کے لئے جائیں تو ایسی مساجد اب بھی امریکہ، برطانیہ، ہندوستان، چین و فرانس میں موجود ہیں جن میں باقاعدہ حدیثوں اور ان سے بنی ہوئی فقہوں والی مروجہ نمازیں پڑھی جاتی ہیں بلکہ ساری دنیا کے غیر مسلم ممالک میں نہ اذانوں پر بندش ہے نہ نمازوں اور خطبوں پر پابندی ہے۔ سوویت یونین کے دورہ سے واپسی پر مرحوم میر غوث بخش بزنجو سابق گورنر بلوچستان سے میں نے دورہ کی تفاصیل پوچھی تھیں اور وہاں مسلمانوں اور انکی مساجد اور ان میں نمازوں کے بارے میں بھی میں نے ان سے سوالات پوچھے تو انھوں نے بتایا کہ میں نے وہاں مساجد بھی دیکھیں، ان کے اندر بھی گیا، نمازی بہت کم اور عمر رسیدہ لوگ تھے، نوجوان نمازی مجھے نظر نہ آئے۔ عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مساجد میں نمازیں پڑھنے کی کہیں بھی ممانعت نہیں ہے۔ برصغیر کے دور غلامی میں بھی تاج برطانیہ کے حکمرانوں نے غلاموں کو کبھی نماز پڑ

جنے سے نہیں روکا تھا، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ جو فرما رہے ہیں کہ کون زیادہ اور بڑا ظالم ہے اس شخص سے جو روکتا ہے اللہ کی مساجد میں ذکر کرنے سے۔ تو آخر اس آیت کا مصداق کسے سمجھیں اور کوئی مصداق بنے بھی کیوں جبکہ یہ مروجہ نماز کسے دیتی بھی کیا ہے کئی لوگ خود ظالم بھی ہیں اور نمازی بھی ہیں، سود خور اور راشی بھی ہیں اور نمازی بھی ہیں، کئی ساری فحاشیوں کے مرتکب بھی ہیں اور نمازی بھی ہیں۔

مجھے ایک ایسے شخص کا بیان سنایا گیا جسے ڈاکو تاوان کے غرض سے اغوا کر کے جنگل میں لے گئے تھے اس نے کہا کہ وہاں یرغمال رہنے کے عرصہ میں میں نے دیکھا کہ جو ڈاکوؤں کا سرغنہ تھا وہ اپنی کمیں گاہ میں پابندی سے نمازیں بھی پڑھتا تھا۔ ان سب واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ سب سے بڑا ظالم وہ ہے جو مسجدوں میں نمازیں پڑھنے سے روکے، بلکہ اس آیت میں مسجد کے معنی ہیں وہ جگہ جہاں فیصلے ہوں اور ذکر کے معنی ہیں اللہ کا قانون یعنی قرآن حکیم۔

تو پوری بات یہ بنی کہ اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون شخص ہو سکتا ہے جو عدالتوں میں اللہ کے قانون کی روشنی میں فیصلے کرنے سے روکے۔

شروع میں آپ مسجد کے معنی پر دلائل قرآنی تو پڑھ کر آئے ہیں یہاں ذکر کے متعلق مختصر عرض ہے کہ ذکر کے اصل معنی تو یاد کرنا، حفاظت کرنا ہے۔ لیکن یاد کرنے کے کئی سارے معنوی لوازمات ہیں جنہیں مکمل طور پر تو میں تفسیر قرآن میں لکھوں گا۔ یہاں پر صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں سورۃ بقرۃ آیت 152 میں فرمان ہے **فَاذْكُرُونِىٓ اَذْكُرْكُمْ** یہاں ایک ذکر ہے بندوں کا دوسرا [illegible] ہے اللہ کا، دونوں کے معنی جدا جدا ہیں، لیکن اصل معنی [illegible] دونوں [illegible] یکساں طور پر موجود اور سلامت [illegible] وہ اس طرح کہ رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم بندے اپنی عدالتوں میں فیصلے کرتے وقت میرے قانون کا احترام کرو، پابندی کرو، تعمیل کرو، لحاظ کرو، تحفظ کرو، تو اس تعمیل کے نتیجہ میں اور میرے قانون کی حفاظت کے نتیجہ میں میں تمہارے حقوق کی حفاظت کروں گا، جسکے نتیجہ میں تم مصائب و آلام سے محفوظ و مامون رہو گے، خسار[illegible] ظالم سے باعزت طور پر دور اور بلند رہو گے۔

[illegible]مین! مسجد اور ذکر کے ان معانی کو سامنے رکھتے ہوئے مندرجہ بالا آیت (2/114) پر غور

کریں کہ کون زیادہ بڑا ظالم ہے اس شخص سے، جو عدالتوں میں اللہ کا قانون رائج کرنے نہیں دیتا اور گویا کہ وہ اپنے ایسے عمل سے **سَعٰى فِىْ خَرَابِهَا** یعنی عدالتوں کی افادیت کو تباہ کر رہا ہے، ویران کر رہا ہے، جو عدالتیں اللہ کے قانون عدل کے خلاف فیصلے دیں گی تو وہ ظالمانہ فیصلوں کی وجہ سے ویران ہو جائیں گی۔ ایسے غیر قرآنی ظالمانہ فیصلوں سے ملک اور عوام تباہ ہو جائیں گے، اللہ کی مخلوق خوار و خراب ہو کر ظلم کی چکی میں پس کر تباہ ہو جائے گی، تو ایسی عدالتوں کو ویران کرنے والے ظالموں کو مساجد اللہ میں غیر اللہ کے فیصلے، اماموں کے فیصلے مثلاً نابالغ بچوں کے نکاح ہو سکتے ہیں، غلامی جائز ہے، وصیت پر بندش ہے، سزائے **رجم** وغیرہ ایسے قرآن دشمن قانون جاری کرنے والے عالموں کو اللہ فرماتا ہے کہ **اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ** یعنی ایسے لوگوں کو جو قوانین قرآن کے مخالف ہیں انہیں کوئی حق نہیں کہ وہ مساجد میں داخل ہوں۔ اگر ایسے لوگ اللہ کی مساجد کو ایکسپلائٹ کرنا چاہتے ہوں تو مساجد کو ناجائز استعمال کرنے والوں کو ان کے عہدوں سے معزول کرنا چاہیئے ان کے ساتھ ایسا سلوک کرنا چاہیے کہ وہ تحریف و تنسیخِ قرآن کی غرض سے مسجدوں میں آنے سے خوف کھائیں اور سمجھیں کہ مسجدوں کے رکھوالے موجود ہیں، مر نہیں گئے، لیکن ایسا ہو نہیں رہا، افسوس کہ مساجد پر قرآنی قوانین کے خلاف غیر قرآنی علوم کا قبضہ ہے مساجد پر قرآن دشمن لوگ براجمان ہیں، ہم مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنی مساجد کو قرآن کی تشریح کے موافق بنائیں اور مساجد کی حرمت کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے فیصلے اور پالیسیاں قانون قرآن کے موافق جاری کریں جو **وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ** یعنی غیر اللہ کے خوف سے آزاد ہوں۔

اسی طرح اصحاب کہف جو اپنے دور حکومت کے مشرکوں سے ٹکرائے تھے کہ

رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہم اس ذات کے قانون ربوبیت کو چلائیں گے جو آسمانوں اور زمین کے جملہ باسیوں کی پرورش کر رہا ہے اور اس کے اجتماعی قانون پرورش کے سوا ہمیں اور کوئی انفرادی اور شخصی فارمولے قبول نہیں۔ جو لوگ اجتماعی مساوات، عدل اور ربوبیت کے قائل تھے، اپنی حکومت سے اختلاف کرتے ہوئے واک آؤٹ کر گئے اور جلاوطنی اختیار کر کے انقلاب کے لئے نئے اور موافق حالات اور موسم کا انتظار کرنے کیلئے کہف نامی درے میں جا چھپے تھے۔ وہاں کچھ عرصہ گزارا اور ساتھ لایا ہوا راشن ختم ہونے کے بعد اپنے میں سے ایک ساتھی کو راشن لینے کے لیئے قریبی شہر بھیجا۔ باہر انقلاب آ چکا تھا اور

ان انقلابیوں کی ہم خیال پارٹی کی حکومت قائم ہو چکی تھی، ملک میں اگلی کرنسی معطل کی جا چکی تھی کیونکہ ذخیرہ اندوزوں نے ارتکاز زر کر رکھا تھا اس لئے انقلابی حکومت نے ان کی دولت کو بے اثر کرنے کیلئے نیا سکہ جاری کر دیا تھا، انقلابی جلاوطن پارٹی والوں کے ایک ساتھی کے پاس راشن لیتے وقت اگلی حکومت کی جو کرنسی دیکھی گئی تو اس سے وہ پہچانے گئے اور ان کو خبر دی گئی کہ اب تمہاری ہم خیال پارٹی والوں کی حکومت ہے، اب زرداروں کی شاہی ختم ہو چکی ہے، اب تمہارے ہی منشور والوں کی فتح ہو گئی ہے۔

یہ انقلابی لوگ تو فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِھِمْ فِی الْکَھْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا یعنی اپنے درہ کہف میں بیرونی رابطے اور میڈیا سے کٹے ہوئے تھے وہ باہر آئے اور اپنی پارٹی والوں کی فتح کے بعد کچھ عرصہ ان کے ساتھ رہنے کے بعد جب وہ وفات پا گئے تو فاتح انقلابی پارٹی والوں نے فیصلہ کیا کہ ان کی نظریاتی اساس اور پروگرام کو بنیاد کا درجہ دے کر ان کی یاد میں مسجد بنائی جائے جو ہمیشہ کے لئے ربوبیت عامہ اور اجتماعی مساوات کے قانون کی یادگار ہو

☆ قَالَ الَّذِیْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓی اَمْرِھِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْھِمْ مَّسْجِدًا 18/21

یعنی کہنے لگے وہ لوگ جو غالب آ چکے تھے اپنے معاملہ میں، ہم ضرور بنائیں گے ان پر مسجد

گویا انقلابی پارٹی کے فاتحین نے اصحاب کہف جو پہلے نظریاتی استاد اور بنیاد ڈالنے والے تھے انکی یاد میں ان کے پروگرام کو آئندہ کیلئے جاری رکھنے کیلئے مسجد کو بطور مرکز و عدالت بنایا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نظریاتی پروگرام کا فکری کورس اور عملی سلیبس، مستقبل میں قرآن کی تشریح والی مساجد کی معرفت ہی پھل پھول سکتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

سندھ ساگر اکیڈمی کی مطبوعات

1۔ صلوٰۃ کے وہ معنی جو قرآن نے بتائے
2۔ صلوٰۃ اور نماز میں فرق
3۔ فقہ القرآن
4۔ قرآن مہجور
5۔ علم میں خیانتیں
6۔ مسجدیں قرآن کی نظر میں

نعیم کمپوزنگ سنٹر